نے تحریک کو تشدد سے کچلا، ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کیا۔ انہی شہداء ختم نبوت کا خونِ بے گناہی رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا۔ مجلس احرار اسلام کے کارکن انہی مقدس شہداء کی یاد میں ہر سال جمع ہوتے ہیں، ان کے دیئے ہوئے پیغام کا اعادہ کرتے ہیں اور ان کے مشن پر چلنے کا عزم کرتے ہیں۔ ان سطور کے ذریعے اپنے تمام قارئین، ملک بھر کے احرار کارکنوں اور تمام مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اس مبارک اجتماع میں "چناب نگر" پہنچ کر ہمارے حوصلے بڑھائیں اور مجلس احرار اسلام کی خالص دینی جدوجہد میں شریک ہو کر دنیا و آخرت کی فلاح پائیں۔

ربوہ کا نیا نام .... چناب نگر

حال ہی میں حکومت پنجاب نے مسلمانوں کے متفقہ مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے مرزائیوں کے مرکز ربوہ کا نام تبدیل کر کے "چناب نگر" رکھ دیا ہے۔ اس سلسلے میں گزشتہ کئی ماہ سے بھرپور کوششیں ہو رہی تھیں۔ پنجاب اسمبلی میں یہ آواز مولانا منظور احمد چنیوٹی نے بلند کی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری، مولانا زاہد الراشدی اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام جماعتوں کی کوششیں بار آور ہوئیں۔ "چناب نگر" مجلس احرار اسلام کا تجویز کردہ نام تھا۔ جسے قبول کر لیا گیا۔ ہم حکومت پنجاب کو اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے تمام رہنماؤں اور کارکنوں کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب اگر چناب نگر میں قائم مرزائیوں کے دفاتر اور اشاعتی اداروں کی تلاشی لے تو یقیناً ہمارے اس مطالبے کو بھی تسلیم کر لے گی کہ قادیانیوں کے رسائل و جرائد اور پریس ضبط کئے جائیں۔ چناب نگر کی لیز کو منسوخ کر کے مسلمانوں کو یہ زمین نیلام کر دی جائے۔ یہ پاکستان میں دوسرا تل ابیب ہے۔ جہاں ملک کی تباہی و بربادی، امت مسلمہ کی گمراہی، اور اسلام سے غداری کی سازشیں تیار ہوتی ہیں اور پروان چڑھتی ہیں ....اے خانہ برانداز چمن، کچھ تو ادھر بھی

حضرت حکیم حافظ محمد حنیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ہفتہ، ۶ فروری ۱۹۹۸ء، (۱۸ شوال ۱۴۱۹ھ) کو صبح سوا چھے بجے، ملتان میں حکیم حافظ محمد حنیف اللہ ۷۶ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ فن طبابت میں تو ان کا شمار یقیناً "ائمہ وقت" میں کیا جاتا تھا۔ لیکن ان کی ذات میں سعادت و علو مرتبت کے ایسے بہت سے حوالے یکجا ہو گئے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور کرم بے حساب کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

حکیم صاحب کا آبائی وطن پھلور (ضلع جالندھر) تھا۔ جہاں سے ان کے والد ماجد حکیم عطاء اللہ خان ترک

سکونت کر کے ملتان آ بسے۔ حکیم عطاء اللہ خانؒ، مسیح الملک حکیم اجمل خانؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ طبیہ کالج دہلی سے فراغت کے بعد، استاد ہی کی ہدایت پر ۱۹۱۸ء میں ملتان چلے آئے اور یہاں طبابت کا آغاز بھی فرمایا اور طبیہ کالج ملتان میں تدریس کا آغاز بھی کیا۔ حکیم حنیف اللہؒ کا سن ولادت ۱۹۲۲ء ہے۔ حکیم صاحب، ایمرسن کالج ملتان میں ایف ایس سی کے طالب علم تھے کہ یکایک طبیعت کا میلان طبابت کی طرف ہو گیا۔ وہ والد کے ایماء و اجازت سے سیدھے طبیہ کالج دہلی جا پہنچے۔ یہ ۴۲۔ ۱۹۴۱ء کی بات ہے۔ ۱۹۴۶ء میں انہیں سند فراغت ملی۔ یوں دیکھا جائے تو حکیم صاحب کی طبابت کا عرصہ ۵۰ سال سے متجاوز ہے۔ نصف صدی کے اس قصے میں ان کی مسیحائی کے کتنے ہی واقعات ہیں کہ جنہیں محفوظ کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں اور جن کی روداد میں قدم قدم پر ناقابل یقین باتوں کو "یقینیات" میں شامل کرنا پڑتا ہے۔

حکیم صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت کا نسبتاً غیر معروف مگر بہت تابناک پہلو یہ ہے ۵۵۔ ۱۹۵۴ء کے آس پاس ان پر حفظ قرآن کے شوق کا غلبہ ہوا۔ اس میں حضرت امیر شریعت (رحمۃ اللہ علیہ) کی تشویق کو بھی دخل تھا۔ تب حکیم صاحب نے اپنی تمام پیشہ ورانہ اور عیال دارانہ مصروفیت کے باوجود سال ڈیڑھ سال میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے لیے وہ باقاعدہ مدرسہ قاسم العلوم میں جایا کرتے تھے۔ اسی پر بس نہیں، حکیم صاحب نے حفظ کے بعد سبقاً سبقاً درس نظامی بھی باقاعدہ پڑھا۔ محلہ قدیر آباد ملتان میں واقع مدرسہ نعمانیہ میں حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید مولانا عبدالرؤف ہزاروی علیہ الرحمۃ، حکیم صاحب کے استاد تھے۔ پھر اس کے بعد عمر بھر کے لیے حکیم صاحب نے اپنے یومیہ معمولات میں نوافل، تلاوت، ذکر اذکار، قیام اللیل اور سحر خیزی کو شامل فرما لیا۔ ملک بھر کے علماء وصلحاء سے ان کے ہمیشہ خصوصی مراسم رہے۔ بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے تھا۔ ایک طویل عرصہ سے، وہ ہر سال حج بیت اللہ سے مشرف ہو رہے تھے۔

حکیم حنیف اللہ صاحبؒ، ان کے والد حکیم عطاء اللہ خان صاحبؒ اور ان کے سارے گھرانے کا حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گھرانے سے جیسا گہرا، جیسا خصوصی، جیسا قریبی اور جیسا دیرینہ تعلق چلا آرہا ہے اس کے پیش نظر خانوادۂ امیر شریعت، حکیم صاحب کے سانحۂ ارتحال پر بجائے خود تعزیت کا مستحق ہے۔ حکیم صاحب کو امیر شریعت کا "پانچواں فرزند" کہا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ حکیم صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ مغفرت ورحمت کا خصوصی معاملہ فرمائے اور ان کے فرزندان گرامی حکیم حافظ محمد طارق، حکیم محمد خلیل، محمد ساجد اور محمد خالد صاحبان کو اپنے عظیم والد کے علم و عمل کا صحیح وارث بنائے۔ (آمین)